الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ : البقرۃ/3۔ ترجمہ : " جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں "

قرآن کی تعلیمات قیامت تک ہر زمانے اور ہر معاشرے کے لئے کس طرح زندگی گزارنی چاہئے اس پر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے تجارت کو پسندیدہ ذریعہ معاش قرار دیا ہے۔ فکر معاش انسان کو کبھی بھی مثبت سوچ، اعلیٰ مقاصد اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے کام کرنے نہیں دیتی۔ وہ اللہ تعالیٰ جو آخرت سنوارنے کی تاکید کرتا ہے۔ تو کیا ! دنیا جس میں خود انسان کو بھیجا ہے اس میں رہنے کے طور طریقوں کی رہنمائی، خوشحال اور خوشگوار زندگی گزارنے کے گُر نہ سکھاتا۔ میرے نزدیک قرآن کی تعلیمات آخرت سے زیادہ دنیا میں کیسے زندہ رہنا ہے اس سے متعلق ہے۔ قرآن کے اس پہلو پر غور و فکر کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس آیت کو پڑھنے کے بعد یہ باتیں مجھے سمجھ آئیں ہیں کہ چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کی تعلیمات سے رو گردانی کریں گے اور انسانوں پر زندگی عذاب بنا دی جائے گی اس کے تدارک کے لئے یہ سعادت امت محمدی ﷺ کے حصہ میں آئی کہ اللہ تعالیٰ کے سیاسی و معاشی نظام کو من و عن نافذ کرے گی۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے ابتداء سے ہی تجارت کے رہنما اصول وضع کر دیئے تاکہ انسان ان پر عمل کر کے انسانیت کی رہنمائی اور ان کی فلاح و بہبود کا کام انجام دیں۔

(1) غیب کا نظام : جو لوگ بنا دیکھے (يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ) پر ایمان لاتے ہیں یعنی وہ امور ہیں جن کا ادراک انسان کی عقل و حواس سے ممکن نہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات، وحی الٰہی، جنت، دوزخ، ملائکہ، عذاب قبر، اور یوم حساب وغیرہ۔

(2) مساجد و مدارس کا قیام : (يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ) نماز قائم رکھنے سے مراد اخلاقیات کا نظام قائم کرنا۔ معاشرے میں مخصوص تربیت گاہیں نہ ہوں تو انسانیت فروغ نہیں پا سکتی۔ محمد ﷺ نے مسجد نبوی میں یہ تمام کام سکھائے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے لئے عربی زبان سیکھنے کا انتظام کیا تاکہ قرآن سمجھ میں آئے۔ معاشیات کی تعلیم، دفاع کی تعلیم غرض ہر طرح کی تعلیم دی۔ اگر انسان کا ایمان غیب پر کامل ہے تو اس کے لئے اخلاقی نظام قائم کرنا آسان اور لازم ہو جاتا ہے۔ اس میں مرکزیت کا تصور تقویت پاتا ہے وقت کی پابندی اس کا شعار بن جاتا ہے رشتوں کا احترام، تعلقات میں دوام، معاملات میں شفافیت اور احترام انسانیت جِلا پاتی ہے۔

(3) تجارتی منڈی : (رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ) اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے (رزق) مال میں سے خرچ کرنے کا نظام قائم کرنا ہے۔ معاشی طور پر جو لوگ آزاد نہیں وہ غلام ہیں۔ کسی کی نوکری کرنا رزق کمانا نہیں بلکہ کسی کی غلامی اختیار کرنا ہے، رزق تو تجارت میں کمایا جاتا ہے۔ ایسی تجارتی منڈی یا اداروں کا نظام قائم کرنا ہے جن کی بنیاد اخلاقی اقدار پر مبنی ہو جہاں سے مال کمایا جائے۔ اس وقت تجارت کے فروغ و معاشی خوشحالی کے لئے دو طریقہ کار رائج ہیں۔ ایک نقد تجارت اور دوسرا قرض یا ادھار کی تجارت۔ استحصالی قوتوں نے انسان کو قابو کرنے کے لئے دوسرے طریقہ کار قرض یا ادھار کی تجارت کو سہل اور آسان بنا کر غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نقد تجارت کے طریقہ کار کو اس قدر مشکل بنا دیا اور اسے عام لوگوں کی پہنچ سے بہت دور کر دیا ہے۔

(4) (مال خرچ کرنا يُنْفِقُوْنَ) : اللہ تعالیٰ نے جہاں رزق کمانے کا حکم اور طریقہ کار وضع کیا وہیں اس کو کس طرح خرچ کرنا ہے اس پر بھی رہنمائی فرمائی اور یہ ایک باقاعدہ نظام کے ذریعہ خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ میری کمائی میری مرضی نہیں چلے گی۔ جس نے کمائی کے ذرائع و وسائل مہیا کیے اسی کے بتائے ہوئے طریقہ پر خرچ کرنا بھی لازم ہے۔

خلاصہ : بہت ادب و احترام اور معزرت کے ساتھ اس آیت میں سے ہمارے اکابرین نے صرف ایک جز "نماز" کو چنا اور نجات کا ذریعہ مان کر آخرت سے منسوب کر دیا جبکہ اس آیت کو مکمل طور پر سمجھنا بمعہ غائب پر ایمان رکھنا، جائز مال کمانا اور جائز خرچ کرنا کو ساتھ ملا کر زندگی کو ترتیب دینا ہے۔ اگر اس آیت کو مکمل سیاق و سباق کو ملا کر پڑھیں اور سمجھیں تو یہ ایک مکمل تجارتی نظام کی نشاندہی کرتا ہے جس میں نقد تجارت کو فروغ دینا اور کسی تاجر کی عزت نفس کو مجروح کئے بغیر معاشرے میں تجارت کے ذریعہ خوشحالی اور بھائی چارہ فروغ پاتا ہے۔

خیر اندیش ارشد نعیم چوہدری۔ کویت۔ 26.1.2023